

رفع یدین

تصنیف الطیف

فیض ملت، منظر اسلام
حضرت علامہ محمد رفیع احمد اویسی رضوی مدظلہ

سعادت اہتمام

صاحبزادہ عطاء الرحمن رسول اویسی

ناشر

کتبہ اویسیہ رضویہ چکراولہ ضلع پشاور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

رفع یدین

از قلم

مفسر قرآن مناظر اسلام علامہ محمد فیض احمد اولیسی رضوی مدظلہ

با احتضام

مولانا محمد عطاء الرسول اولیسی

ناشر

مکتبہ اولیسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

قیمت: روپے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
على من بلغ اليها جميع الأحكام وعلى آله واصحابه السليمين
الكرام

اما بعد! غیر مقلدین و تابعی خود کو اہل حدیث بت کر مسلمانوں میں فتنہ برپا کرتے ہوئے عوام کو ایسی احادیث و روایات صحیحہ و غیر صحیحہ دکھاتے ہیں جن پر اب تائے اسلام میں عمل رہا اور جن احادیث و روایات پر مسیوین سے عمل ہو رہا ہے انہیں از خود ضعیف قرار دے کر ٹھکراتے ہیں بالخصوص نماز کے متعلق وہ اختلاف جو اخلاف و شوافع و دیگر ائمہ کا چلا آ رہا تھا وہ حنفیوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ فقیر نے ان کے تمام دھوکہ و فریب کے ازالہ میں ضعیف کتابیں اور رسالے لکھ کر "مشتربے مہار و مہابی" کا مجموعہ تیار کیا ہے، چونکہ عوام اتنی بڑی کتاب کو پڑھنے کے لئے وقت نہیں رکھتے اسی لئے ان کا خلاصہ کر کے ہر مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

یہ رسالہ فقیر کی کتاب "فتح العینین فی ترک رفع الیدین" کا خلاصہ ہے۔ صرف چند احادیث صحیحہ احناف (حنفیوں) کے دلائل اور چند احادیث و روایات کی پیش کردہ کے جوابات ہیں۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب مذکور میں ملاحظہ ہو۔

فقط
محمد فیض احمد اویسی ضوی

بہاول پوری

مقدمہ

چند اصول پہلے سمجھنے ضروری ہیں تاکہ مسئلہ آسانی سے ذہن نشین ہو۔
۱۔ دین کی تکمیل تیس سال تک ہوئی یعنی مسائل و احکام مدت مذکور تک مختلف طریقوں سے مکمل ہوئے مثلاً گدھے کا گوشت ایک مدت تک کھانا حلال تھا پھر غیر میں روک دیا گیا۔

۲۔ احادیث صحیحہ (بخاری و مسلم وغیرہ) بے شک صحیح حدیثیں ہیں لیکن بعض ایسی روایات و احادیث پر عمل نہیں رہتا جیسے قرآن مجید آیات سے بڑھ کر کوئی مضمون صحیح نہیں ہو سکتا لیکن بعض آیات ایسی ہیں جن پر عمل نہیں کیونکہ وہ عملاً منسوخ ہیں جیسے دوسرے پارہ میں عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کی عدت پہلے ایک سال مقرر ہوئی بعد کو چار ماہ و دس دن ہو گئی۔

۳۔ نسخ (ختم کرنے والا) حکم کبھی قولی ہوتا ہے کبھی عملی اور کبھی اسے صحابہ کرام اور تابعین اور راویان حدیث کے عمل و عنیہ سے ہوتا ہے۔

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مختلف ملکوں اور علاقوں سے آتے اور خانہ غری سے کر چلے جاتے تو جس وقت میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اٹھاؤ سن کر یا عمل دیکھ کر چلے گئے وہ تا دم زریعت اسی کے عامل رہے بعض کو بعد ازلے حکم کا علم نہ ہوتا۔ تو وہ روایات و احادیث حتیٰ کہ ہیں لیکن قابل عمل وہ احادیث و روایات ہوں گی جنہیں خلفائے راشدین اور ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

روایت کیا جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک میں آپ کے ساتھ اور قریب رہے جیسے خلفائے راشدین کے علاوہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

۵۔ جیسے ہی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات نقل کرنے والے تابعین اور نیچے کے راویوں میں فرق سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ غیر متقدمین اس کے برعکس روایات و احادیث دکھا کر دھوکہ دیتے ہیں۔

۶۔ ایک عمل جو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کافی مدت تک ہوتا رہا اس کے راوی بھی کافی ہوں گے لیکن وصال سے پہلے وہ عمل منسوخ ہو گیا اور وہ نسخ بتانے والے اگرچہ تھوڑے راوی ہوں گے لیکن دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریبی ہیں تو ان کی کثرت پچھلے حکم پر غلبہ ہوگی۔

مزید اصول فقہ حدیث میں بقدر ضرورت عرض کر دیئے ہیں تاکہ راویوں کے راؤ و فریب عوام کو پریشان نہ کر سکیں۔

۷۔ جو روایات و احادیث قوی و عمدہ منسوخ ہو جائیں تو پھر ان پر علم کے باوجود عمل کرنا گمراہی اور اسلام دشمنی ہے۔

باب نمبر

اس باب میں ہم صحیح احادیث سے ثابت کریں گے کہ نماز میں ایک بار کے سوا رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے۔

ہم احناف اہلسنت کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا (رفع یدین) خلاف سنت اور مکروہ ہے اس کے متعلق بے شمار احادیث اور اقوال مجتہدین وارد ہیں۔ چند ایک بقدر ضرورت حاضر ہیں۔

حدیث نمبر

حَدَّثَنَا هُشَادُ بْنُ كَيْسٍ عَنْ
سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كُثَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ
قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ
أَلَّا أَصَلِّيَ بِكُمْ صَلَوةً مَرَّتَيْنِ
اللَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم
فَصَلَّيَ وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرِ
الْاِفْتِتَاحِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ

ایک دفعہ ہم سے حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ میں تہا سے
ساتھ حضور کی نماز پڑھوں
پس آپ نے نماز پڑھی
پس میں سوئے تکبیر
تحریر کے کبھی ہاتھ
نہ اٹھائے۔

امام ترمذی نے فرمایا
کہ ابن مسعود کی حدیث
صحت ہے۔ اس رفع یدین

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَقَلِّ
تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَتَوَدَّدُ رِجَاهُ
الطَّبِيعِي وَرِوَاهُ الطَّحَاوِيُّ
حَدِيث ۱۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ
وَأَبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَتَرْفَعِ الْإِيدِي فِي سَبْعِ
مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ
الصَّلَاةِ اسْتِقْبَالَ الْبَيْتِ
وَالْصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ
وَالْجُمُوعَتَيْنِ - رِوَاهُ الْحَاكِمُ
وَالْبَيْهَقِيُّ وَالتَّطَحَاوِيُّ

فائدہ:

ایک روایت میں عیدین کا ذکر بھی آیا ہے تو وہ بھی صحیح ہے لیکن ان مقامات کے علاوہ دوسری جگہ رفقہ عیدین ابتدائیں تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زندگی پاک کامل ترک رفقہ عیدین ہے۔ کیونکہ اس حدیث شریف ج کے احکام بھی ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حجۃ الوداع آخری حج مبارک کے بعد تھوڑے عرصہ کے اندر وصال ہو گیا۔ اور حدیث روایت کرنے والے وہ جلیل القدر اور عظیم الشان راوی ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بچپن سے آپ کے وصال مبارک تک ساتھ رہے ہیں اور وہ صرف

ج مبارک بلکہ آپ کے ہر عمل اور قول فعل کو عین شہادت کی حیثیت سے روایت کر رہے ہیں تو وہ نماز کے لئے رفقہ عیدین کا ذکر صرف تکبیر اولیٰ کا فرما رہے ہیں اگر نمازیں دوسری جگہوں میں رفقہ عیدین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زندگی مبارک میں ہوتا تو ان کو ضرور بیان فرماتے یہی وہی تو دوسرے راوی بیان فرماتے لیکن حج کے بیان میں صرف انہی جگہوں کا ذکر ہے جس پر الحمد للہ ہم حنفیوں کا عمل ہے۔

حدیث

عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُورَةَ
قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَعَلُ
رَافِعُوا أَيْدِيَنَا فِي الصَّلَاةِ
فَقَالَ مَا بَالُهُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَهُمْ
فِي الصَّلَاةِ كَمَا نَهَا أَدْنَابُ
النَّبِيلِ الشَّيْخِ اسْكُنُوا
فِي الصَّلَاةِ - رِوَاهُ النَّسَائِيُّ
ص ۱۶۲ وَمُسْلِمٌ ج ۱ ص ۱۸۱
ابو حاتم و حاتم

سوال: یہ حدیث شریف تو سلام کے متعلق ہے کیوں کہ صحابہ کرام نماز میں سلام کا جواب اُتھہ ہلا کر دیتے تھے۔

جواب (۱): اس حدیث کو سلام کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جابر بن عمر کی دوسری روایت جو عبد اللہ بن قبطہ سے مروی ہے وہ سلام کے ساتھ

مخصوص ہے۔ اس کا مضمون بھی اس سے الگ ہے۔

جواب : اگر اس کو سلام کے ساتھ مخصوص کیا جائے تو اس حدیث میں موضع استدلال "اسکنوا فی الصلوة" ہے۔ نمازیں سکون مطلوب ہے اور رفع یدین کے ساتھ تو وہی نقشہ بنے گا جس کو امام بخاری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا يَدِيهِمُ السَّرَاحُجُ يَرْفَعُونَهَا إِذَا رَكَعُوا وَ إِذَا رَفَعُوا مِرْطَاهُمْ يَعْنِي رَفَعُ يَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ کی وجہ سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شرجوں کی طرح چلتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سلام کے وقت بھی رفع یدین کو گولاندہ نہ فرمایا۔ جو من وجہ نماز سے خارج ہے اور فرمادیا کہ نمازیں سکون اختیار کرو اور رکوع سے قبل و بعد کی رفع یدین تو بالکل ہر وجہ سے نماز کے اندر ہے اور اصحاب کرام کا فعل ممکن ہے کہ راوی نے "أَسْكَنُوا فِي الصَّلَاةِ" کے ارشاد سے پہلے کا واقعہ نقل فرمایا ہو۔

جتنے رنگ کے کالے

سب باپ کے سالے

غیر مقلدین کے اکثر دلائل اسی مثال کے مرہون منت ہیں مثلاً اسی سوال کو سمجھئے کہ ہماری

دلیل کے راوی جابر بھی ہیں لیکن وہی راوی دوسرے واقعے کے بھی ہیں۔ غیر مقلدین نے ایک مضمون کے ایک راوی سے دھوکہ کھایا ورنہ علم حدیث کا قانون ظاہر ہے کہ ایک راوی اگر دو واقعات کی دو حدیثیں بیان کرے تو وہ دو حدیثیں اور دو واقعات ایک نہیں ہو جاتے۔ اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ کر اب اہل مضمون سمجھئے۔

ہماری پیش کردہ دلیل کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ شروع روایت میں فرمایا کہ (خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) الحدیث یہ واقعہ اور ہوا۔ اسی راوی نے دوسرا واقعہ بیان فرمایا کہ "كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (الحدیث) اور اسی میں نمازیں سلام کے جواب کی تصریح ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کی سوائیہ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ

فَلَمَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا
وَأَيْدِينَا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ
السَّلَامَ عَلَيْكُمْ فَيَنْظُرُ إِلَيْنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ لَشِيرُونَ بَايِدِكُمْ
كَأَنَّهُمَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَمْسٍ
إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ وَلَيْسَتْ
الْحَالُ صَاحِبِهِ وَلَا يَوْمُ حَالِ بَيْدِهِ
تو ہم اپنے ہاتھوں سے سلام سلام کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر فرمایا یہ کیا کر رہے ہو؟ ہاتھوں کا اشارہ کرتے ہو گویا وہ سرکش گھوڑوں کے دم ہیں جب تہوار دوست کسی کو سلام کرے تو تم ساتھی کی طرف مٹفت تو ہو لیکن ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

ایک تفسیر واقعہ بھی ساتھ ملا لیجئے اس کے راوی بھی یہی حضرت جابر ہیں تو اس کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ "صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحدیث)

نتیجہ نکالئے

فقیر کی یہ مختصر تحقیقی اہل انصاف اور اہل علم کی دعوتِ غفور و کفر پیش کرتی ہے کہ مختلف روایات اور واقعات کو ملا کر صرف ایک واقعہ بتانا یہ نہ صرف علمی دھوکہ ہے بلکہ شرعی اسلامی مسائل کی زبردست تحریف ہے۔

حدیث ۱۲

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے جواب دیا کہ:

إِنْ كَانَ وَائِلٌ رَأَى مَرَّةً
يَفْعَلُ ذَلِكَ فَتَدْرَأُ
عَبْدُ اللَّهِ خَمْسِينَ مَرَّةً
لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ (رواه الطحاوی)

وَاللَّهُ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی حدیث بہت قوی ہے کیونکہ آپ صحابہ میں فقیہ عالم تھے۔ حضور کی صحبت میں اکثر رہنے والے نمازیں اور حضور علیہ السلام کے زیادہ قریب کھڑے ہونے والوں میں سے تھے کیونکہ حضور کے قریب وہ صحابہ کھڑے ہوتے تھے جو صحابہ میں بڑے عالم و عاقل ہوتے تھے جیسا کہ روایات میں وارد ہے۔ ویسے تاریخ حدیث شاہ تھے کہ حضرت وائل اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایات میں بڑا فرق ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ دوراویوں کی روایات میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کی روایت کو لینا ضروری ہے جو ان میں زیادہ فقیہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ حاضر باش رہتا ہو مثلاً (اسی حدیث کو دیکھئے کہ حضرت ابن مسعود پچاس بار دیکھنے کا ذکر فرماتے ہیں اور حضرت وائل ایک دفعہ کا۔ تو پہلے قاعدہ عرض کیا گیا ہے کہ وہ حدیث قابل عمل ہے جن کے راوی کو حضور علیہ السلام کا دائمی قرب نصیب ہلا۔

حدیث ۱۳: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ
فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ
إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ
مِنَ الصَّلَاةِ (رواه
الطحاوی وابن ابی شیبہ)

حدیث ۸

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ

إِنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَرْفَعُ
يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ
عِندَ التَّكْوِينِ وَعِنْدَ رَفْعِ
رَأْسِهِ مِنَ التَّكْوِينِ فَقَالَ
لَهُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالْأَلَمُ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ
(یعنی شرح بخاری)

قائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ رفع یدین تکبیر اولیٰ کے سوا رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے لیکن یہ ابتداء اسلام کا عمل ہے اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ احکام شرعیہ اور مسائل فقیہہ کا اثبات ان احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ کے آخری ایام کی منقول اور مروی ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب تک صحابہ کرام و

میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نمازیں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

آپ نے کسی کو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھ کر فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جو حضور نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

تابعین عظام روایات کے مشروح ہونے کا علم ہوتا وہ اس پر عمل کرتے رہتے لیکن مشروح ہونے کے علم کے بعد وہ عمل ترک کر دیتے جیسے حضرت عبداللہ بن دہیر رضی اللہ عنہ کے بیان سے ثابت ہوا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشروح کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتج حکم ضروری نہیں بلکہ آپ کا اور صحابہ کرام کا عمل و نقل بھی نسخ کے لئے کافی ہے۔

حدیث ۹:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّكَ كَانَتْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي
التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّلَاةِ
شَعْرًا لَا يَرَفَعُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا
(رواه البيهقي والطحاوي)

حدیث ۱۰:

عَنْ أَسْوَدَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ جَعْفَرَ ابْنَ
الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي
أَوَّلِ تَكْبِيرِهِ شَعْرًا لَا يَعُودُ
وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ
(رواه الطحاوي)

حدیث ۱۱:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ فَرَفَعَ
يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَسْجِدٍ وَقَالَ
حضرت سفیان اسی اسناد سے
فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود

لَمْ يَكُنْ سَوَاءً وَاحِدَةً
رواہ ابو داؤد
فائدہ ۱:

مذکورہ بالا چند روایات نقل کر کے حضرت امام علی القاری شارح مشکوٰۃ
اپنی مشہور زادہ مشرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ میں

کہتا ہوں کہ حدیث ابن مسعود کو ابو داؤد و ترمذی نے روایت کر کے
صحیح کہا اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سندوں کی
سند سے اخراج کیا۔ پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مفر نہیں
جب کہ ثابت ہوا اس طرف سے جو ہم نے ذکر کیا اور امام اوزاعی و امام عظیم
کا منظرہ مشہور ہے اور طحاوی نے پھر بیہقی نے سند صحیح سند کے ساتھ
اسود سے روایت کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب
نے پہلی بار تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھایا پھر نہیں اٹھایا اور طحاوی نے
روایت کیا کہ حضرت علی نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھائے پھر
نہیں اٹھائے تھے۔

انتباہ:

غیر مقلدین کی چاہ سے بچ کر میں کہ وہ خواہ مخواہ اسی روایات کو ضعیف کہہ
کر ٹھکرا دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تھے بڑے محقق اور محدثین ان روایات
کی بڑی چھان بین کے بعد صحیح لکھ گئے ہیں۔

حدیث ۱۲:

عن البراء بن عازب
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
حضرت براء رضی اللہ عنہ نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب

وَاللَّهُ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ
الصَّلَاةَ حَتَّى حَاضِيَ
بِهِمَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ
يُكِدْ إِلَيْ شَيْءٍ مِنْ
ذَلِكَ حَتَّى خَرَّ مِنْ
صَلَاتِهِ (رواه الدارقطني)

حدیث ۱۲

عَنْ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيفَةَ
عَنْ حَسَنٍ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ
السَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا تَرْفَعُ
الْأَيْدِي فِي شَيْءٍ مِنْ
صَلَاتِكَ بَكْدَ السَّرَّةِ
الْأُولَى (رواه محمد في كتاب الآثار)

لطیفہ :

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بعض غیر مقلدین حدیث دانی میں نہایت کڑوا
سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی مانتے ہیں کہ امام بخاری اور امام حنبلی و دیگر ائمہ حدیث
کے ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فن حدیث میں سٹ گردوں کے شاگردوں
کے شاگرد ہیں۔

ہے کہ ان کے شاگردوں بلکہ فضل مکتب محدثین کو تو اسان پر چڑھا دیتے ہیں لیکن ان
کے استاذ الاساتذہ کو نامعلوم کیا کچھ کہتے ہیں اور یہ بھی یاد ہے کہ اگر کسی حدیث کی
سند ضعیف بھی ہو جائے تو اس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند کا کیا قصور

جب کہ آپ کی سند حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت قریب ہے
کیونکہ آپ کی بعض روایات صحابہ کرام و درجہ تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں کہ
جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں لیکن
مستند اور تعصب کا علاج کون کرے۔

حدیث ۱۲

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ
كَفَّحَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ
مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يُعْوِذُ
(رواه ابو داود)

ان کے علاوہ کثرت احادیث مبارکہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم فقیر نے
اپنی کتاب "فتح العینین" میں درج کیا ہے۔ حق کے متلاشی کے لئے اتنا کافی
ہے اور صندی اور مہٹ و حرم کو فقرہ ناکافی
دھوکہ اور قریب کا ایک نمونہ :

عوام بے چارے سیدھے سادے اور مبہولے بھالے ہوتے ہیں اسی لئے
انہیں پھنسانے کے لئے یہ دہائی غیر مقلدین عجیب و غریب حربے استعمال کرتے
ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ان کا شور زوروں پر تھا کہ معاذ اللہ حضرت غوث اعظم
شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) بھی غیر مقتد تھے کیونکہ وہ بھی سنی یکتا
کرتے تھے چنانچہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے فقیر ان کا منہ توڑ جواب
رسالہ کیا غوث اعظم و ابی تھے اور ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین

میں لکھا۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ امام حنبلی رحمہ اللہ کے مقلد تھے اور خلیفۃ الطالبین حنبلی مذہب پر لکھی ہوئی ہے اسی لئے ان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس عمل سے وہابی تھے علامہ لای حنبلیوں کا رنج یہ کہ وہابیوں سے ہے ان کا فلسفہ ہو لیکن ان کو کیا انہوں نے تو صرف دھوکہ اور شریب کرنا ہے اور کس۔

غیر مقلد وہابیوں کی چال دیکھنے کہ عوام کو بھڑاتے وقت کہتے ہیں دیکھو عربین طیبین کے اندر بھی رنج یہ کہ اور امین بالہر کرتے ہیں اور تم بھی۔ فلسفہ مذہب وہابی وہی ہے۔ یہ بھی ایک خانہ سے ان کا دھوکہ اور فریب ہے ورنہ ہم تو عرصہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ تم بھی وہی نجدی وہابی ہو لیکن اس پر وہ سچ پا ہو جاتے۔ بلکہ مقدمہ بازی پر عمل جاتے۔ لیکن مگر

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

چنانچہ اب تو میدان صاف ہو گیا کہ ائمہ حرمین جب بھی پاکستان کا رخ کرتے ہیں تو انہیں صرف اور صرف وہابی غیر مقلد فرماتے آتے ہیں جیسا کہ گزشتہ سالوں میں عوام سب نے دیکھا کہ غیر مقلدین وہابیوں کی مساجد میں دامت کے فضائل منجھا دیتے وقت صاف نظر آتا تھا کہ مگر

مل کے بیٹے ہیں دریا نے ود

نجدی ائمہ اور غیر مقلدین کی جامع تلاشی،

غیر متاثر وہابی ائمہ نجد کو حق سمجھتے ہیں واقعی سمجھتے بھی ہیں کیوں کہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ رنج یہ کہ اور امین بالہر حرمین میں ہو رہا ہے فلسفہ مذہب وہابی وہی ہے تو پھر مجھے چند مولات کے جوابات عنایت فرماؤں۔

دوبندی وہابی

یہ سوالات تقیہ گوئی اور خود نہیں لکھا کیونکہ فقیر کے لکھنے سے انہیں کھجور ہو کر یا پلاپسے پکا پٹا ہے اسی لئے ان کے ایک اور چٹھی بھائی یعنی دیوبندی کے قلم سے عرض ہے۔

یاد ہے کہ امام کعبہ بھی حضور عرصہ پہلے پاکستان کا دورہ کرتا ہوا ہمارے محلہ میں پہنچ تو وہابیوں غیر مقلدین کی مسجد میں نمازیں پڑھائیں جس کا ہمارے شہر کے وہابیوں نے اچھا خاصہ شور مچا کر دور دور سے وہابیوں کو جمع کر لیا اس میں چند سنی عوام بھی پھنسا کے لائے تھے۔ امام کعبہ کے چلے جانے کے بعد یہاں پر کے وہابیوں نے ایک اشتہار شائع کیا جو کہ وہاں سے کا سارا فقیر کے اس موضوع کے موافق ہے اسی لئے اس کا خلاصہ بعنوان موازنہ وہابی ہندی وہابی عربی پیش کر رہے۔

عربی وہابی نجدی

مقلد ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید کا دم جرتے ہیں۔

پاکستانی وہندی وہابی

تقلید غرک ہے مقلد شریک اور جاہل ہوتا ہے۔ مقلد اندھے اماموں کی اندھی تقلید کرنے والا ہوتا ہے۔ مقلد بصیرت کا اندھا اور ذوق کا گندہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ تقلید مگر سرگرمی ہے اس سے۔ چنانچہ چاہیئے۔ (بحوالہ رسالہ مسئلہ رنج یہ کہ ص ۲۰، ۲۱، ۲۲) عبد اللہ بہاول پوری نیز مقلد، بحوالہ رسالہ اعلیٰ اجنت ص ۳۱، ۳۲ (ایضاً)

عربی وہابی نجدی

نماز کے بعد وہاں مانگا جائز سمجھتے ہیں چنانچہ بہاول پوری نیز مقلد

کی مسجد میں امام کعبہ نے دعا مانگی را اگر چہ زمین شریفین میں
پاکستانی و ہندی و بانی

نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے سنت کے خلاف ہے اور اہل بیت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

بانی و بانی نجدی

پاکستان میں یہاں امام کعبہ نے اور وہاں حرمین شریفین میں نجدی امام پڑھتی ہیں وہاں پاکرام کریم ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔

پاکستانی و ہندی و بانی

نئے سب نماز پڑھنا زیادہ بہتر بلکہ باعثِ تقرب و ثواب۔ اس کا تدارک تارک سنت ہے اور تارک سنت بدعت ہے۔

عربی و بانی نجدی

فقہ حنبلی پر عمل اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔

پاکستانی و ہندی و بانی

فقہ پر عمل کرنا کفر و شرک اور فقہ پر عمل کرنے والوں کے پیچھے نماز

حرام اور باطل ہے۔ (بحوالہ اصلی اہلسنت)

فقیر اوسی غفرلہ

جب تقلید غلط فعل اور اس سے مقلد و شرک ہو جاتا ہے تو پھر تم نجدی امام کعبہ وغیرہ کو یہ فتویٰ کیوں نہیں چاہو کرتے۔

اگر نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت اور خلاف سنت ہے تو پھر تم امام کعبہ وغیرہ کو بدعتی کیوں نہیں کہتے۔ اگر سرنگے نماز نہ پڑھنے والا بدعتی اور خلاف سنت ہے تو یہ فتویٰ نجدی امام کعبہ وغیرہ پر کیوں جاری نہیں کرتے۔ اگر فقہ پر عمل کرنا کفر

شرک اور فقہ والوں کے پیچھے نماز حرام اور باطل ہے تو پھر تم نجدی امام کعبہ وغیرہ کے پیچھے کیوں پڑھتے ہو۔

فیصلہ

اب یہ فیصلہ عوام اہل اسلام کے ماتھے میں ہے کہ جو کفر و شرک اور بدعت بدعتی ہم اہلسنت پر جاری کرتے ہیں لیکن یہ فتویٰ امام کعبہ پر کیوں نہیں دے دیتے صاف واضح ہوا کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہمارا مسلک سعودیوں والا ہے تو یہ ان کے طریقوں اور اعمال کے خلاف کیوں۔ صرف رفع یدین و آمین بالجہر اور تارک رکعت دے دھوکہ دے نہیں تو اور کیا ہے۔

مزید برآں / عربی و بانی نجدی

بیس تراویح بالاتزام پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ضاد کو ضاد ہی پڑھتے ہیں اور واضحی کھواتے یا ششاشش فیشتی بتاتے ہیں۔

پاکستانی و ہندی و بانی

آٹھ تراویح کو سنت اور بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ اور ضاد کو ظاء کے خسر ج میں ادا کرتے ہیں اور ان کی داڑھیاں چوتھے ٹہن سے بھی آگے ہیں بلکہ سرحد پار ہیں۔

معلوم ہوا کہ

ان کا رفع یدین اور آمین بالجہر اور ایک رکعت وتر کو اپنے مذہب کو صحیح ثابت کرنے کے لئے سعودیوں کی و سیل بتاتے ہیں تو پھر انہیں چاہیئے کہ وہ ان کے جملہ امور اور طریقوں کو اپنائیں ورنہ دھوکہ بازی سے باز جائیں۔

کچھ معلوم ہے وہ اپنی عادت پر سچے ہیں وہ اس سے باز نہیں آئیں گے تو پھر عوام اہل سنت ہوشیار رہیں۔

باب ۲

سوالات و جوابات

سوال: غیر متقدمین (روایتی) کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تغیر اونی کے علاوہ کوراء میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفق یہین حضور علیہ السلام کا اونٹنی مل تھا کیونکہ اس میں لفظ کانت واقع ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے جیسے تم خود لکھو آئے ہو۔ حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا بِحَدِّ مَنْ مَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَكُفَّ فَقَالَ مِثْلُ ذَلِكَ وَلَا يَقْعِلُهُ حِينَ يَنْقُضُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ۔

جواب: یہ حدیث بعد تسلیم صحت چند وجوہ سے غیر متقدمین کو مفید نہیں۔
۱۔ کلمہ کانت مؤنثہ و استمرار پر اور تعدد و تکرار پر نہ عتلاً دلالت کرتا ہے نہ نقلاً۔

عتلاً اس لئے کہ لفظ کانت صیغہ ماضی مطلق کوئی سے مشتق ہے اور وہ ثبوت کا مترادف ہے تو معنی اس کا ثبوت مطلق بغیر دوام و استمرار کے ہو اس لئے کہ افعال کا مبدی و مآخذ جنس مطلق ہوتا ہے اور جنس مطلق کے لئے کسی حصہ فرد کا تحقق کافی ہے مثلاً زید کسی وقت قائم تھا اور اس کے اس وقت

قیام کو بہت لوگوں نے بیان کیا کہ کانت زید قائماً تھا تو لوگوں کی حکایت کا تعدد و تکرار محکی عنہ کے تعدد پر ہمہ گیر دلالت نہیں کرتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ حکایت محکی عنہ کے تابع ہوتی ہے اور محکی عنہ حکایت کے تابع نہیں ہوتا۔ نقلاً تو متعدد روایات سے ثابت ہے کہ کانت میں استمرار و تکرار نہیں چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن عائشة قالت كنت الطيب ويوم النحر قبل ان يطوف بالبیت بطيب فيه

بالظاهر نے مجمع البحار میں لکھا ہے:

منه دليل لا كثر المحققين على ان كان لا يدل على التكبير الدوام اذا لم يصح بعد صحبة عائشة الا حجة الوداع لا يقال لعلها طيبة في احرام العمرة لان المعنى لا يحل له الطيب قبل الطواف۔

اس میں دلیل اکثر محققین کی دلیل ہے اس پر کہ لفظ کانت تکرار و دوام پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی نبی عائشہ سے بیاہ کے بعد کوئی حج سوائے حجة الوداع کے نہیں کیا اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ شاید نبی نبی صاحب نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طہرہ کا احرام میں خوشبو لگائی ہو اس لئے کہ مستمر کو خوشبو لگانا قبل از طواف ہرگز جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ کانت دائماً استمرار کے لئے نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بفسد ہے تو ہم کہیں گے یہ استمرار اس وقت تھا جب رفق یہین ہوتا یا جب عمل ختم تو استمرار کی حد بھی ختم۔ جیسے علم نحو کا قاعدہ ہے۔ اور اختتام کی حد ہم بیان کر چکے۔

جواب: وہ حدیث حسب کاراوی اس کے خلاف عمل کرے تو وہ ثابت کتنی

صحیح ہو تب بھی قابل عمل نہیں رہتی اس روایت کے آخری راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں رفع یدین کا ترک دیکھا گیا جیسا کہ طحاوی وابن ابی شیبہ اور مؤلف امام محمد میں صحیح سند کے ساتھ روایت موجود ہے۔

سوال : إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ إِذَا ارَادَ أَنْ يَرْكُعَ فِيهِ جَوَازٌ وَاقِعٌ هُوَ
مَوَاقِفُتْ وَاسْتِمْرَارُ بِرُؤُوسِ كَرَا هُوَ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا قَامْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
فَأَعْمِلُوا فِي جُوقِ هَكَذَا۔

جواب : کلمہ اذا قضیہ مسجد کا جو کہ جزئیہ کہ مستلزم ہے تو پھر کس طرح اذا کی دلالت استغراق و ایجاب کی پر ہوگی اور جو آیت اذا قمتوا الى الصلوة میں ملوم ہے تو وہ کلمہ اذا کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ ملوم علت کے ملوم سے مستفاد ہے کہ عبارت ہے ارادۃ القيام الى الصلوة اور یہ بسبب تعدد اوقات کے متحد ہوتا ہے کیوں کہ تعداد اسباب کا موجب تعدد سببات کے ہے اور اس طرح امر بالوضوء متعدد بتعدد ارادۃ القيام الى الصلوة کے ہے۔ اصل فقہ میں مذکور ہے ان الامور تكرر احيانا في وقت واحد فيكون بتكرار اسبابہ اور وہ ان جن میں ایسا نہیں کیونکہ یہ حکایت ہے۔
وحکایۃ الفصل لا تعمرا خلاصہ یہ کہ یہاں ملوم نہیں کیونکہ کیا مطلق فعل سے موافقت ثابت نہیں ہوگی۔

وجہ ۱ : غیر مقلدین چار جگہ نماز میں رفع الیدین کے ہونے کے قائل ہیں۔

۱۔ عند الانشراح

۲۔ عند الركوع

۳۔ عند القيام منه

۴۔ عند القيام من السجدة فقط

وہ جو رفع یدین احادیث صحیحہ میں ان کے سوا وارد ہیں ان کو مشنوخ جلتے ہیں ہمارا سوال ہے تم نے باقی روایات صحیحہ کا نسخ کہاں سے ثابت کر لیا تفصیل آئی ہے۔
افسوس ہے کہ خود بے شمار روایات کو از خود نسخ کا دعویٰ کریں تو حق اگر ہم ترک رفع یدین پر از عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زور دار و دائل سے ثابت کریں تو انکار۔

سوال : صحیحین میں ہے کہ ابن عمر لا يفعل في السجود اور ایک روایت مسلم میں لا یفعلہما بین السجدة وارد ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین میں السجدین کو ترک کیا اور ترک دلیل نسخ ہے۔
جواب : اگر ترک سے مؤثر ترک مطلق ہے اگرچہ کسی وقت میں ہو تو مسلم ہے اور اگر ترک مستمرہ مراد ہے تو ہم نہیں مانتے کیونکہ روایات میں استمرار کی کوئی دلیل نہیں۔

جواب : اگر فعل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تسلیم بھی کیا جائے تو شہادت نقلی بالاستغراق پر مقبول نہیں کیونکہ انہیں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ خلوت اور خلوت اور سفر اور حضر اور جمیع محاسن میں صحبت نہ تھی۔ حکایت فعل بالاستغراق کیونکہ صحیح و مستقیم ہوگی دیکھیے کہ کبھی ابن عمر صلوۃ تضحیٰ میں لا اقل فرماتے ہیں۔ (رواہ البخاری) حالانکہ صلوۃ تضحیٰ کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث فعلیہ قولیہ سے ثابت ہے۔

جواب : اگر ترک رفع کا دلیل نسخ کی بن سکے تو ابن مسعود کا قول دفعنا من رءسہ و ترکنا من شرکہ مخالفین کی گردن پر سیف قاطع ہوگی۔
جواب : اگر ہم عدم ملوم فعل سے قطع نظر کر کے استمرار مضارع کی طرف زور منسوب ہے لا يفعل ذلك في السجود سے دیکھیں تو اس پر دال ہوگا کہ یہ خیال صحیح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ الفضل و شراق میں چڑھی ہو

کہ ابن عمر نے رفع الیدین میں المسبحین کو نہیں دیکھا اور اس سے عدم رفع الیدین مطلقاً ثابت نہیں۔ اگر رفع الیدین میں المسبحین کو مان لیں تو نسخہ عند رفع الرأس من السجود وقت الصلوة فی اللہ نیہ والقعود ان کے لئے بھی کوئی حدیث ناخبر ہوگی جن کے لئے احادیث صحیحہ وارد ہیں جو جواب مخالفین کا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔

قائمہ

مہم ذیل میں وہ صحیح احادیث نقل کرتے ہیں جن میں ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے اسلام میں رفع الیدین کے کئی طریقے تھے۔ مثلاً

۱۔ رکوع و سجود میں رفع الیدین،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَدَّثَ وَتَسْكَبُ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَذْكُرُ وَحِينَ يَسْجُدُ۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ناز میں رفع الیدین شانوں کے برابر کرتے تھے، جب مناز شروع کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تھے۔

(رواہ ابن ماجہ، عینی ج ۵، ص ۲۵۵)

۲۔ اس روایت میں رکوع سے پہلے اور سجدے سے پہلے رفع الیدین کا ذکر ہے۔

۲۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین،

عن عمير بن حبيب (الليثي) قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يرفع يديه مع كل تكبيرة من تكبيرات الصلاة۔
حضرت عمیر بن حبیب (اللیثی) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

سبب رواة في الصلوة المكتوبة
رواہ ابن ماجہ ص ۲۲۰، فتح الباری ج ۱
ص ۱۵۶، عینی شرح بخاری ص ۲۵۶
۳۔ سجود میں بھی رفع الیدین،

عن مالك بن الحويرث انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه في صلواته اذا كان واذا ركع واذا رفع رأسه من السجود واذا سجد واذا رفع رأسه من السجود حتى يهادى بهما فروع اذنيه (نسائي ص ۱۶۰)
عن مالك بن الحويرث انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه في صلواته اذا كان واذا ركع واذا رفع رأسه من السجود واذا سجد واذا رفع رأسه من السجود حتى يهادى بهما فروع اذنيه (نسائي ص ۱۶۰)
حضرت مالک بن الحویرث نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کرتے تھے جب رکوع کو جاتے اور کوع سے سر اٹھاتے جب سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے یہاں تک اپنے ہاتھوں کو زیر گوشہ کے سامنے کر لیتے تھے۔

اس روایت کے متعلق غیر متقدمین کچھ باتیں پاؤں ملتے ہیں لیکن بے سود جب کہ فتح الباری ج ۲ ص ۱۵۶ میں دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ حدیث مذکورہ بالا بالکل صحیح اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور حدیث مذکورہ کی سند صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔

۴۔ صرف تین جگہوں میں رفع الیدین،

عن عبد الله بن عثمان قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام في الصلوة رفع يديه حتى يكونا محدواً منكبيه وكان يفعل ذلك
ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے اپنے ہاتھ کاٹھنوں کے برابر اٹھائے اور ایسا ہی کرتے جب رکوع کے لئے ٹکیر کہتے اور جب رکوع

حِينَ يَكْتَبُ الرُّكُوعَ وَيَعْمَلُ
ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ
الرُّكُوعِ لِيَقُولَ سَمِعَ اللَّهُ
بِمَنْ حَمْدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ
فِي السُّجُودِ۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱)
۵۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى
الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ رَفَعَ
يَدَيْهِ هُوَ وَمَنْكِبَيْهِ وَيَضَعُ
مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرْآنَهُ
وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَضَعُهُ
إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ
وَهُوَ قَائِمٌ فَإِذَا قَامَ مِنَ
السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ
رواه الترمذی وقال هذا
حدیث حسن ورواه احمد
والبخاری ولسانی وابن ماجه
۶۔ عَنْ مَيِّمُونِ الْمَكِّيِّ
أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز
فرمیں کیلئے کھڑے ہوتے تو شانہ کے
برابر رفیع الیدین کرتے تھے یعنی کرتے
تھے جب کہ قرات پوری کرتے تھے
اور جب کہ رکوع کا ارادہ کرتے تھے
بھی کرتے تھے جب کہ رکوع سے
سراٹھاتے تھے اور اپنی نماز میں رفیع
یدین نہیں کرتے تھے کہ وہ بیٹھے تھے
اور جب کہ سجدے میں سے اٹھتے
تھے تو اسی طرح رفیع یدین کرتے
تھے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
حسن ہے۔

میمن کہتا ہے کہ عبد اللہ ابن
زبیر کو دیکھا اور اس کے ساتھ نماز

الزبیر و صلی انہم بشر
بکفیه حین یَقُومُ وَحِینَ
یَرْكَعُ وَ یَسْجُدُ وَ حِینَ
یَنْتَحِضُ لِلْقِیَامِ فِیَقُومُ
بِیَدَیْهِ فَأَنْطَلَقَتْ إِلَى
ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ إِنِّي رَأَيْتُ
ابْنَ الزبیرِ صلی صلوٰۃ الم
انی اُحَدِیْ صَیْرَہَا فَوَضَعَتْ
لَهُ هَذِهِ الْاِشَارَۃَ فَقَالَ اَنْ
اَحْبَبْتَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى صَلَوةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاقْدُرْ وَ یَصَلُّونَ
عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الزبیرِ (راہ ابو داؤد)

۷۔ عَنْ عُمَرَ ابْنِ عَطَاءٍ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِیْدَةَ السَّاعِدِیَّ
وَهُوَ فِي عَشْرَةِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ أَحَدُهُمُ ابْنُ قَادَةَ
ابْنِ الزَّبْرِیِّ وَ ذَكَرَ ابْنُ حَاجَةَ
فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنَّ مِنْهُمْ
سَهْلَ بْنَ سَنَدٍ مُحْتَمِدٌ

پڑھی کہ دونوں ہاتھوں سے اشارہ
کرتے تھے جب کہ کھڑے ہوتے
تھے اور جب کہ رکوع اور سجدہ
کرتے تھے اور جب کہ سجدہ کرتے
تھے اور جب کہ قیام کیلئے بلند ہوتے
تھے پس کہو کہ دونوں ہاتھوں سے
اشارہ کرتے تھے پس میں ابن عباس
کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ ابن زبیر
کو نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی کو
ایسا نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور بیان
اس اشارہ کا کیا۔ ابن عباس نے
کہا اگر تو خوش ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھیں تو
عبد اللہ ابن زبیر کی نماز کی آئندہ کہ
عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ کہا ابن
حیدر ساعدی سے جو وہ دس اصحاب
میں سے تھا میں نے سنا ہے ایک ان
میں سے ابوقتہ ابن ربیع تھا اور
ابن ماجہ نے وہ سہری جگہ کہا ہے کہ ان میں
سے سہل ابن سعد اور محمد

بن مَسْلُوبَةً قَالَ أَنَا أَعْبَلُكُمْ بِصَلَاةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ
إِعْتَدَلَ فَأَعَادَ رَفَعَ يَدَيْهِ
حَتَّى يَمْسُكَ عَابِدَهُمَا مِنْ كَيْبِهِ
فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ نِدَاءَ حَمْدِهِ
رَفَعَ يَدَيْهِ فَأَعْتَدَلَ فَإِذَا
قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَمْسُكَ
نَكْبَتَهُ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ
الصَّلَاةَ

خلاصہ

نماز میں رفع یدین کے ساطریقے

نماز میں رفع یدین وعدم الرفع کے سات طریقے احادیث و آثار سے ثابت ہیں۔

۱۔ صرف افتتاح کے وقت لیکن باقی مقامات کے لئے بھی آثار و احادیث سے ثابت ہیں۔

۲۔ صرف افتتاح کے وقت لیکن مقامات سے ساکت ہیں۔

۳۔ رکوع میں جاتے وقت، سر اٹھاتے وقت دیگر مقامات کے لئے ساکت ہیں۔

۴۔ رفع یدین افتتاح اور رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھانے اور قیام الی ثلثہ

کے وقت کا ذکر ہے اور ان کے ماسوا سے رفع وعدم رفع سے ساکت ہیں۔

ان چار مواضع مذکورہ اور جمیع تکبیرات افتتاحیہ میں رفع مذکور ہے۔

ان چار مواضع کے درمیان رفع مع ترک رفع بین السجدتین کا ذکر ملتا ہے اور

باقی رفع یا عدم رفع کا کوئی ذکر نہیں۔

بعض روایات میں باوجود اس رفع کے وقت قیام عن السجود کا بھی رفع مذکور ہے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں :

صرف چوتھی صورت واجب ہے اور اسی کے ترک کو مفسد الصلوٰۃ کہتے ہیں

ان پر ہمارا سوال ہے کہ تم نے صحاح کی روایات میں ان طرق سجدہ (سات طریقوں)

میں سے صرف ایک پر عمل کر کے باقیوں پر عمل کیوں نہیں کیا۔ صرف ایک عمل کی تخصیص

کیوں۔ حالانکہ سندرات کے لحاظ سے سارے طریقے برابر ہیں۔ تمہارے پاس ان باقیوں

کی نسخ (منسوخ ہونے) کی دلیل ہے تو لاؤ ورنہ ہم نے اپنے سب خلاف تمام طریقوں

کے نسخ کے دلائل احادیث سے ثابت کر دیئے ہیں جن کا انکار مولائے ضد کے اوپر نہیں

اسی لئے ہم عاشقانِ حدیث کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر تم احادیث کی صحت کے بعد

عمل بالحدیث میں سچے ہو تو اسی طرح عمل کرو جیسے ہم اخاف عمل کرتے ہیں اور

بفضلہ تعالیٰ ہمارا عمل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت مبارک پر ہے

جسے آپ نے زندگی کے آخری لمحات مقدسہ پر صحابہ کرام کے سپرد فرمائی۔

هذا آخر ما رقبہ قلم الفقیر القادر ہی

محمد فیض احمد الاولیٰ الرضوی عفی

بہاول پور۔ پاکستان

۱۲ ذیقعد ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعہ المبارک ۱۰ ربیعہ صبح

حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ کی محققانہ تفسیر

فیوض الرحمن

ترجمہ اردو تفسیر

روح البیان

اہل فکر کے نزدیک فیوض الرحمن اردو زبان میں قرآن مجید کی عالمانہ بہترین تفسیر ہے۔ اہل تصوف کے لئے ایک شفاف آئینہ جس میں قرآن مجید کی حکمتوں کو تصوف کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

مولانا سمیع الرحمن صاحب مدظلہ کے لئے یہ ایک اسید انوار تفسیر علامہ اور ملبار کے لئے علمی تحقیقات، مکملہ کے لئے فقہی و قانونی سرمایہ، اہل ذوق کے لئے اردو سوز کا ارمغان۔

تفصیل کتابت، بہترین طباعت، اعلیٰ و لائق کاغذ مضبوط اور دیدہ زیب جلد ہر مسلمان کی ضرورت اور ہر لائبریری کی زینت۔

آج ہی خرید لیجئے اور اس رڈریک کر ایج اور نئی نسل کو یہ تفسیر بچا کر ضلالتوں سے بچائیے۔ اور ثوابِ معقولہ کما لیجئے۔

خانقاہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور ۲۰۲۰ء

عربی کے بعد اردو زبان میں بھی اہل سنت کے لئے عظیم علمی و روحانی تحفہ

تفسیر فیوض الرحمن

ترجمہ تفسیر روح البیان

مترجم

عالم اسلام کے عظیم محقق، عمرہ المفسرین، سند احمد شین، استاذ العلماء

فیض ملت حضرت علامہ **محمد فیض احمد اویسی** صاحب مدظلہ

گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فاضل عارف کامل حضرت علامہ محمد اسماعیل حق قدس سرہ کی تفسیر روح البیان مستند تفسیر کا خلاصہ، کتب احادیث و فقہ کے معجز حوالوں سے مزین بے شمار معارف و حقائق کا مجموعہ اور اہل ایمان و عرفان کے لئے سرمد بصیرت ہے۔ خاص و عام اردو خوان طلبہ و عوام کی دینی علمی معلومات میں بھی اس کے مطالعہ سے بیش بہا اضافہ ہوتا ہے۔ کامل تیس پاروں کی تفسیر روح البیان عالمانہ و فاضلانہ محققانہ و مورخانہ بھی ہے۔ حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب مدظلہ قبلہ نے مہارت، تامل اور محنت شاقہ کے ساتھ فیوض الرحمن کے نام سے تفسیر روح البیان کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا ہے۔ آج ہی کامل سینٹ خریدیں اور خریدنے کی ترغیب دیں

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ بہاول پور